کتاب نما

وجدانِ سلیم : از میرزا خادم ہوشیارپوری۔ ناشر: دارالاشاعت ادارۂ تنظیم مساجد، ٹیلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ۔ بڑے قرآنی سائز کے تقریباً ۵۰۰ صفحات۔ ہدیہ نامعلوم۔

یہ مبارک کتاب قرآن پاک کی منظوم ترجمانی ہے اور سلسلے کی پہلی جلد پارۂ اول تا دہم پر مشتمل ہے۔ ایسی دو جلدیں اور متوقع ہیں۔

میرزا صاحب کے ذہن سے ۵۲-۱۹۵۱ میں سورۂ فاتحہ کا منظوم ترجمہ صادر ہوا۔ پھر دورِ قطرۂ سخن طاری ہوا۔ تاآنکہ اس رجحان نے ۱۹۸۴ میں کروٹ لی۔ پھر وہ "وقتاً فوقتاً" مختلف سور و رکوعات کا ترجمہ کرتے رہے۔ ایسے بھاری بھرکم کام کے لیے ان کو متعدد محترم حضرات کا تعاون حاصل ہوا۔ اب "وجدانِ سلیم" کی جلد اوّل سامنے آئی ہے۔ پیش لفظ میں حکیم مولینا محمد شریف درانی نے ان کی منظوم خدمت کا جائزہ لیا ہے اور اچھی رائے دی ہے۔ بہت سے اقتباسات انہوں نے جمع کر کے بحث کی ہے۔

یہ حقیقت اپنی جگہ برحق کہ قرآن کے بارے میں خدا نے صاف بتا دیا کہ ہم نے اپنے بندے پر شعر نازل نہیں کیے۔ "وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ" اس تذکرے کے ساتھ یہ امر بھی ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی شاعروں سے شعر کہلوائے، اور دوسرے صحابیوں کو سنوائے، اور تعریف کی۔ قرآن کے منظوم ترجمے کا جواز تو ہو سکتا ہے، مگر میں نے جتنے منظوم ترجمے دیکھے ہیں، وہ ایک تو قرآن کی ترجمانی سے قاصر رہ جاتے ہیں، دوسرے بھرتی کے نامانوس الفاظ لانے سے ان کا حسن بھی مٹ جاتا ہے۔

میرزا خادم صاحب نے نہ صرف پہلی مرتبہ حفیظ کے شاہنامے والی بحر اختیار کی ہے بلکہ اشعار بھرتی کے نہیں، پُرلطف معلوم ہوتے ہیں۔ میرزا صاحب نے بعض امکانی خطرات کا سدِّباب کرنے کے "لیے الفاظِ قرآنی کا الگ الگ واضح ترجمہ بھی دیا ہے اور بامحاورہ بھی۔ یہ واضح نہیں کہ تراجم کن کن بزرگوں کے ہیں۔ اب چند اشعار مختلف مقامات سے

سورۂ فاتحہ کے دو تین شعر۔

خدایا صرف تیری ہی عبادت ہم تو کرتے ہیں
تجھی سے طالبِ نصرت ہیں اے¹ دم تیرا ہی بھرتے ہیں
دکھا ہم کو تو سیدھی راہ ان مقبول بندوں کی
رضا کے آرزو مندوں، وفا کے درد مندوں کی
جنہیں تو نے نوازش ہائے پیہم سے نوازا ہے
ترا ابرِ عنایات مسلسل جن پہ برسا ہے

سورۂ بقرہ میں منافقین کا ذکر۔

کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں
عقیدت مند بن کر خدمتِ نبویؐ میں آئے ہیں
غلط ہے ادعا ان کا، وہ کب ایمان لائے ہیں
فریب اللہ کو اور مومنوں کو دینے آئے ہیں
یہ ان کی خود فریبی ہے، یہ ان کی کج ادائی ہے
کبھی اس طرح بھی راہِ ہدایت ہاتھ آئی ہے

سورۂ آلِ عمران آیت ۱۴۔

یہ مال، اولاد، بیوی، سونا چاندی، اسپ تازی بھی
مویشی، کشت کاری، باغ و نخلستاں، اراضی بھی
کشش ہے ان میں، بے شک خوشنما بھی، دلربا بھی ہیں
مگر اللہ کے انعام، بہتر بھی، سوا بھی ہیں

(نعیم صدیقی)

جماتِ اقبال: از ڈاکٹر تحسین فراقی۔ ناشر: بزم اقبال، ۲ کلب روڈ، لاہور۔ صفحات ۲۳۸۔ قیمت ۱۰۰ روپے۔

زیرِ نظر کتاب، اقبالیات پر ڈاکٹر تحسین فراقی کے نو تحقیقی و تنقیدی اور تجزیاتی مضامین کا مجموعہ ہے۔ موصوف پنجاب یونیورسٹی میں اردو زبان و ادب کے معلم ہیں اور ملک کے ادبی حلقوں میں ایک ممتاز دانش ور، نقاد اور شاعر کے طور پر بخوبی متعارف ہیں۔

¹ لفظ نصرت استعانت کا مفہوم نہیں دیتا۔

اس مجموعے کا پہلا مضمون اس طرح شروع ہوتا ہے:

"علامہ اقبال ہمارے ایسے نابغہ عصر شاعر تھے جو خدا' انسان اور کائنات تینوں کا ایک مخصوص اور متوازن شعور رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک زندگی ایک بامعنی سرگرمی ہے جو جہانِ تازہ اور امتحانِ تازہ سے عبارت ہے۔ خدا کی ذات ایک ایسی قابلِ ستایش ہستی ہے' جو ہمہ وقت اپنی مخلوقات پر نظر رکھتی ہے اور ان سے الگ تھلگ یا لا تعلق نہیں ہے' اور انسان ایک ایسی جواب دہ مخلوق ہے' جس کے کندھوں پر خلافتِ ارضی کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ یہی وہ مرکزی خیالات و تصورات ہیں' جو نئے سے نئے اور منفرد سے منفرد اسلوب میں ان کی شاعری میں بالخصوص اور ان کی نثر میں بالعموم جگہ پاتے ہیں۔"

اقبال کی شاعری اور فکر کی گوناگوں اور مختلف' بلکہ بعض اوقات متضاد تعبیریں کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر فراقی نے درجِ بالا سطور میں علامہ اقبال کی حقیقی فکری جہت کو مناسب الفاظ اور متوازن و موثر انداز میں واضح کیا ہے --- اس اقتباس سے خود مصنف کے زاویہء نظر اور اسلوبِ تنقید کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

تنقیدی مضامین میں "جمہوریت' اقبال کی نگاہ میں" مجموعے کا ایک سیر حاصل اور بھرپور مضمون ہے۔ مصنف کا یہ کہنا بجا ہے کہ اقبال' جمہوریت کے جس قدر مداح ہیں' اس سے کہیں زیادہ اس کے نقاد ہیں۔ ان کی تحریریں شاہد ہیں کہ اوائل میں انھوں نے جمہوریت کو بہترین طرز حکومت قرار دیا' اور برطانیہ کی جمہوریت پسندی کے مداح رہے' لیکن جب "بندوں کو گنا کرتے ہیں' تولا نہیں کرتے" پر مبنی طرزِ حکومت کی خرابیاں ان پر واضح ہوئیں تو وہ اس کے شدید ناقد بن گئے۔ جمہوریت کے باب میں اقبال کے ہاں جو تضاد محسوس ہوتا ہے' فراقی صاحب نے اس کی وضاحت بایں الفاظ کی ہے: "اقبال جمہوریت کی روح یعنی حریتِ فکرو عمل (بحیثیت ایک اصول) کے تو قائل ہیں' مگر اس کے عملی مغربی مظاہر کے نقاد" --- شاید امر واقعہ بھی یہی ہے۔

"عصری مسائل اور فکر اقبال" میں مصنف بتاتے ہیں کہ اقبال نے اپنے عہد کے فکری' فلسفیانہ اور روحانی مسائل کو ایک حکیم اور دانش ور کی نگاہ سے دیکھا اور ان پر فنکارانہ ردعمل ظاہر کیا' اور وہ تھا: "ایک سچے مسلم کی طرح قرآن و سنت اور حکمتِ بالغہ کی روشنی میں' ان کا تجزیہ کرکے نسخہء شفا" کی تجویز --- "علامہ اقبال اور مسلم نشاتِ ثانیہ" ایک اور قابل قدر مضمون ہے۔